

ہرگز نئی ماہ کی کیم و ول  
تاویج کو شائع ہوتا ہے

مجلس مرکز نصاب النصاب بھیر وادارہ عالیہ کتب کا ترجمان

چند سالہ دور پہ عمار  
غریب سے ڈیڑھ روپیہ

# شمس الاسلام

مکتبہ  
محمدیہ اعلیٰ قادیان



جلد ۱۱

بھیرہ پنجاب ۱۰ اشوال ۱۳۵۹ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۲ء

نمبر ۳۹

## اہل قلم حضرات سے درخواست

جواب اہل علم حضرات شیعہ، مرزائی، خاکساری، چکراوالی وغیرہ لکھنؤ فرقوں کے رد میں تلوار  
موجودہ مضامین لکھ سکتے ہیں یا مغربیت، اشتراکیت اور ہریت وغیرہ فتنوں کی رد میں  
اسلام و مذہب اہل السنۃ و الجماعہ کے محاسن پر بصیرت کے ساتھ قلم اٹھا سکتے ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ "شمس الاسلام" کے صفحات کو اپنی تحقیقات  
سے مزین فرما کر خدمت اسلام انجام دینے کے علاوہ کارکنان "شمس الاسلام" کو مرہون منت فرمائیں۔ "شمس الاسلام" کی گذشتہ خدمات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ  
اسکی علمی سرپرستی فرما کر جاری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ مضامین خوشنود اور حاشیہ چھوڑ کر لکھے جائیں تاکہ مناسب اصلاح و ترمیم کے لئے جگہ کھل سکے۔  
مذہب اور قانون کی حدود سے کسی حالت میں بھی تجاوز نہ کیا جائے۔ تمام مضامین براہ راست مولانا پیرزادہ محمد بہاء الحق صاحب قادیان گیلانی  
امرت سرگ کے پتہ پر ارسال کئے جائیں۔ البتہ انتظامی امور کے متعلق خط و کتابت اور ترسیل زر ذیل کے پتہ پر ہونی چاہیے۔ (منہج جریہ "شمس الاسلام")  
جامع مسجد بھیرہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب

## سرخ نیل کا نشان

یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ نیل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی میعاد ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء  
اور ۱۲ دسمبر ۱۹۴۲ء تک ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کے چندہ کی رقم  
بذریعہ آریڈ جلد از جلد ارسال فرما کر ہمیں منون فرمائیں مگر خدا نخواست کسی وجہ سے آئندہ کے لئے خریداری منظور ہو تو اس سے بذریعہ پوسٹ کاڈھین  
پہلی خدمت میں مطلع کریں۔ تسامیل اور سکوت ہرگز اختیار نہ فرمائیں کہ اس سے "شمس الاسلام" کو نقصان پہنچتا ہے۔ (منہج جریہ "شمس الاسلام")

جامع مسجد بھیرہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب

## مُلاحِظَات

مجلس کزنیزہ حزب الانصار بھیرہ کی  
سکار کردگی

**تعلیم الاسلام** | دارالعلوم عزیزہ بھیرہ مع اپنی شاخوں کے کامیابی سے جاری ہے۔ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ علاوہ ازین تعلیمی نصاب کی اصلاح کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔ دارالعلوم میں یتیم بچوں کی مکمل تربیت کا انتظام موجود ہے۔ مفلس طلبہ کے جمیع مصارف بھی حزب الانصار کے ذمہ ہیں۔

**تبلیغ الاسلام** | حضرت امیر حزب الانصار ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے ۱۰ ماہ سوال میں موضع بھرہ (ضلع لاہور) امرتسر، جالندھر، لائل پور اور چک سک جنوبی (دھلوال) کا تبلیغی سفر اختیار فرمایا۔ ان مقامات پر مسلمانوں کے شاندار اجتماعات میں آپ کی تقاریر ہوئیں۔ مولوی منیر شاہ صاحب نے اس عرصہ میں علما و دیہات کا دور کیا۔ مولوی حبیب اللہ صاحب فورپور (کاٹکڑہ) کے علاقہ میں وہاں کی انجمن اسلامیہ کی درخواست پر اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

## ادارہ عالیہ محمدیہ (فوج محمدی) کی اطلاعات

**کوٹ چاند نہ** | حضرت مولانا فخر الزمان صاحب قارئین فوج محمدی نے منداخیل اوکرمشانی کے علاقہ کا دورہ فرمایا۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل سہارنپوری مبلغ انصار المسلمین منداخیل قابل تعریف کام کر رہے ہیں۔

مولانا فخر الزمان صاحب توپاچی کے دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں آپ کا پہلا مقام امر وہ ضلع مراد آباد ہوگا۔ توپاچی کی جماعتیں مولانا مسجد کے ساتھ مسجد محلہ نل امر وہ ضلع مراد آباد (توپاچی) کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

## تونسہ شریف

حضرت قبلہ خواجہ غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف و امیر جماعت نظام المسلمین نے اپنے ایک گرامی نامہ میں فوج محمدی کی کارگزاری تنظیم اور اس کے مقاصد کی تحسین فرماتے ہوئے جماعت نظام المسلمین کی طرف سے فوج محمدی کے ساتھ مقاصد میں اشتراک عمل کا یقین دلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حامی اسلام بزرگ کو تائید و سلامت رکھے۔ آمین۔

## سری نگر (کشمیر)

محلہ ہمارے گنج میں فوج محمدی کا جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے امید ہے کہ یہ تحریک ریاست کے طول و عرض میں دن بدن وسعت پذیر ہوتی جائے گی۔

## کراچی

مولوی سرفراز صاحب ناظم دفتر فوج محمدی تحریر فرماتے ہیں کہ حکومت ہند کی طرف سے پریڈ اور وردی پر پابندیاں نافذ ہونے کے بعد کراچی کے خاکسار کہیں بھی نظر نہیں آتے۔ جماعت محکم طور پر غائب ہو چکی ہے مگر اگرچہ کہ فوج محمدی کے انصار قانون کے حدود میں رہ کر اپنی جماعتی زندگی کو قائم رکھ کر خدمت اسلام و مسلمین کے لئے تیار رہتے ہیں۔ چنانچہ عنقریب ایک تبلیغی کمپ بھی کراچی میں کیا جائے گا۔

## ٹانک (بنگلہ)

ایم اسلم خان صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس علاقہ میں فوج محمدی کی مقبولیت اور ہر دور و فرائض جماعتوں کے قیام کی توقع پیدا ہو چکی ہے۔ دستور العمل اور قرطاس رکینیت روانہ فرمائیں۔

## ڈنڈوٹ (جہلم)

سید قربان حسین شاہ صاحب بخاری کلرک تحریر فرماتے ہیں کہ ڈنڈوٹ میں دالمیا پٹنی والوں نے کسی مسجد پر قبضہ نہیں کیا۔ جو مراسلہ دفتر حزب الانصار میں موصول ہوا ہے اس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے مسجد خود بخود مالش سے شہید ہو گئی ہے۔ اب مسجد دوبارہ تعمیر کرانے کے لئے مسلمان تیار ہی کر رہے ہیں۔ کمپنی والوں نے ۴ فٹ چوڑی اور ۱۲ فٹ لمبی راستہ کیلئے بلا حصار زمین عطا کی ہے۔ لہذا ڈنڈوٹ کی مسجد کے معاملہ میں مسلمانوں میں اضطراب پیدا

(دریختہ الاسلام) جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ امید ہے کہ یہ تحریک ریاست کے طول و عرض میں دن بدن وسعت پذیر ہوتی جائے گی۔

# شدائے

(از مرقب)

قسم کے زندیقوں اور لمحدوں سے بھی حتی الوسع نہیں اُلجھتے اور اگر کبھی اس قسم کے "ناگوار" مباحث میں اظہارِ رائے مقتضائے "مصلحت" تصور بھی فرمائیں تو چھوٹک چھوٹک کر قدم اٹھاتے اور ایسے انداز میں اظہارِ خیال فرماتے ہیں کہ جس سے آپ کی "روادادانہ" روایات کہتہ کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔

البتہ صرف علماء کا "گنہ گار" طبقہ ایسا ہے، جسے قرشی حب کی بارگاہِ عالی میں بھی اس سلوک کا مستحق نہیں سمجھا گیا۔ اس طبقہ کی نسبت جب کبھی آپ کو کچھ تحریر فرمانے کا موقع ملا۔ اس میں وہ مصلحت اندیشانہ حزم و احتیاط نظر نہ آئی جو دوسروں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے آپ کے پیش نظر رہتی ہے۔

اضی قریب میں آپ نے سیرۃ میکشی کے لئے پریس خریدنے کے سلسلہ میں قوم سے اپیل کی تھی کہ وہ پریس فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں۔ اس اپیل کی وضاحت کے لئے آپ نے اپنے اخبار کی اشاعت ۲۵ دسمبر ۱۹۷۷ء میں "سیرت پریس کی مکمل اسکیم" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ سپردِ قلم فرمایا جس میں چندہ کی اپیل جیسے خشک مضمون کو "فیشن ایل" لوگوں کے ذائق کی رعایت سے زوردار اور موثر بنانے کے لئے یہ بھی لکھا کہ:-

"ہماری مالی تباہی یہ ہے کہ ہم اپنی زکوٰتیں گدگروں اور خیراتیں مسجدوں اور خانقاہوں یا پیروں اور تلمذوں میں تقسیم کر رہے ہیں اس سے زیادہ ہم کو دنیا کی کسی بھی نیکی کا کچھ بھی علم نہیں ہے"

علماء اسلام اور قرشی حب بعض تحریکیں و براء عام کی طرح اٹھتی ہیں اور جب انہوں سے گز کر عوام کا لالعام کے ہاتھوں میں ان کی باگ دور آتی ہے تو ان کی تباہ کاریاں انتہا کو پہنچ جاتی ہیں۔ ایسے سلیم المزاج لوگ بہت کم ہوتے ہیں جن کا پاسے استقامت جادہ حق و اعتدال سے نہیں ڈگمگاتا ورنہ ٹیرے بڑے مکھٹے پڑھے اور ہوشمند آدم زاد بھی اسی "چڑیاخانہ" کی بولی بولنے لگ جاتے ہیں۔

ہندوستان میں مذہب و علماء و مذہب کی مخالفت کے لئے انگریزی سکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں نے زمین ہوار کی۔ سرسید کے ہاتھوں تخم ریزی ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی آنجنائی نے اس پوے کو سینچا اور غنایات اللہ شرتی نے اس کو پروان چڑھایا۔ آجکل اس شجرۂ جیشہ کی جڑیں دور دور تک پھیل رہی ہیں۔ عوام کا لالعام بھی اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اور اب علماء کی تنقیص و مخالفت فیشن میں داخل ہو گئی ہے۔ لیکچرار اور ارباب تحریر اپنے لیکچروں اور مضامین کا افتتاح و اختتام حمد و صلوٰۃ کے بجائے علماء کی جاد بے جا مذمت و تحقیر سے کرتے اور یوں فیشن ایل "لوگوں سے داد طلب کرتے ہوئے جا بجا نظر آتے ہیں۔

قاضی عبدالحمید صاحب قرشی بانی سیرت میکشی، پیشہ و منتصوف خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے بعد سب سے بڑے صلح کل اور مرنج و مرجان صاحب قلم واقع ہوئے ہیں جن کی آپ بزرگ

پھر چار پانچ سطرؤں کے بعد ارشاد ہوتا ہے :-  
 ”اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مسجدیں بنانے  
 اور مٹاؤں کے پالنے کے سوا آج تک اور کچھ  
 نہیں سیکھا“

قرشی صاحب مختلف چیزوں کے اعداد و شمار پیش کرنے  
 میں بڑے ماہر ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ وہ مسلمانوں کی دولت  
 کے موجودہ مصارف کے اعداد و شمار بھی پیش کرتے تاکہ آپ  
 کے اخبار کے ناظرین مسلمانوں کی ”ملا پروسی“ اور ”مسجد دوستی“  
 یعنی بقول آپ کے ”مالی تباہی“ کے ”نام“ میں علی وجہ البصیرۃ  
 شریک ہو کر ٹسوے بہا سکتے۔ ہمیں مسلمانوں کی دولت کے  
 مصارف کے قطعی اعداد و شمار معلوم نہیں ہیں۔ لیکن روزہ  
 کے مشاہدات کی بناء پر اندازاً تخمیناً کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ  
 دور کے مسلمان سکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں کی تعلیم  
 سینماؤں، تھیٹروں، کلبوں، کھیلوں اور فلموں کی تفریح،  
 اور رسوم جاہلیت پر جتنی دولت برباد کر رہے ہیں۔ اس کا  
 زیادہ سے زیادہ سواں حصہ ”ملا پروسی“ اور ”مسجد دوستی“  
 پر صرف ہوتا ہوگا۔ اگر ”ملاؤں“ کی فاقہ مستی، بوریشینی، اور  
 کس مہر سی کو دیکھتے ہوئے بھی قرشی صاحب مسلمانوں کو ”ملا پروسی“  
 کا طعنہ دیتے اور اس ”ملا پروسی“ کو مسلمانوں کی ”مالی تباہی“  
 کا سبب سمجھتے ہیں تو صاف کیوں نہیں کہتے کہ اے مسلمانو!  
 ”ملاؤں“ کا گلا گھونٹ دو اور حجروں اور مسجدوں کے تمام سونے  
 ٹکڑے (جو مسلمانوں کی ”ملا پروسی“ کے شواہد ہیں) جمع کر کے  
 سیرت کمیٹی کے بیت المال میں بھیج دو!

سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، سینماؤں، تھیٹروں  
 اور مغربی تہذیب کے دیگر اداروں نے مسلمانوں کے دل،  
 دماغ، ذہن، اندیشہ، اعتقاد اور اخلاق پر غلامی کے جو بلاکت  
 آفرین قفل چڑھا رکھے ہیں۔ انھیں توڑنے کے لئے کوئی ”ریفارم“

مرد میدان نہیں بنتا۔ ان اداروں پر مسلمانوں کے جو  
 کروڑوں روپے ہر سال برباد ہو رہے ہیں۔ ان کو کوئی ”بصالح“  
 مسلمانوں کی ”مالی تباہی“ سے تعبیر نہیں کرتا۔ لیکن اگر مسلمان  
 سو روپے میں سے صرف ایک روپیہ ”ملا“ پر خرچ کرتا ہے۔  
 اُس ”ملا“ کی پرورش پہن کے وجود سے اسلام کی روایات  
 وابستہ ہیں۔ جو، کے دم سے مسجدوں کی رونق قائم ہے۔  
 اور جس کی بدولت آج اس گئی گزری حالت میں بھی قَالَ  
 اللَّهُ وَقَالَ الرَّسُولُ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی  
 دلکش اور ایمان افروز صدائیں سننے میں آتی ہیں تو تنظیم  
 مساجد کے علمبرداروں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 روایات و سیرۃ کے ”مبتغین“ کے ہاں مسلمانوں کی اس مالی  
 تباہی ”پر نور خوانی شروع ہو جاتی ہے اور دردناک میثیے  
 پڑھے جاتے ہیں۔ قَالِيَ اللَّهُ الْمُشْتَكِي“۔

## سیرت کمیٹی اور مرزائی

یہاں تک آپ نے دیکھا  
 کہ قاضی (قرشی صاحب)  
 قوم کی ”ملا پروسی“ اور ”مالی تباہی“ کے غم میں کس طرح ”ڈبلے“  
 ہو رہے ہیں۔ اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیے۔  
 دونوں رخ دیکھنے کے بعد آپ کو معلوم ہوگا کہ قاضی صاحب  
 اگر ایک طرف دین کے سچے خادموں (علماء) کو مسلمانوں  
 کی نظروں سے گرانے کے درپے ہیں تو اس کے خلاف دوسری  
 جانب دین میں فتنہ برپا کرنے والے لمحوں کا وقار قائم کرنے  
 کی فکر میں ہیں۔ چنانچہ آپ اُس مقالہ میں جس کا اوپر حوالہ  
 دیا گیا ہے۔ پریس کی حفاظت کے سچے بنیادی اصول بیان  
 فرماتے ہوئے پانچواں اصول حسب ذیل الفاظ میں پیش  
 کرتے ہیں :-

”پانچواں اصول کچھ زیادہ کر دیا ہے لیکن دیانتدار  
 کا تقاضا یہ ہے کہ میں اس تلخی کو برداشت کروں  
 اگرچہ میرے جسم کا ایک بال بھی احمدی یا قادیانی

کے متعلق خود مسٹر محمد علی ایم آئے کے بعض مرید کیسے کیسے سربستہ رازوں کا انکشاف کر چکے ہیں ؟ اس وقت تو صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ قرشی صاحب نے یہ اصول وضع کر کے مسلمانوں میں مرزائی جماعت کا دوا قیاد پیدا کرنے کی دانستہ یا نادانستہ کوشش کی ہے۔ مرزائی اسی چیز کو سامنے رکھ کر مرزائی مذہب کی صداقت پر استدلال کریں گے اور حقیقت سے بے خبر مسلمان بکثرت گمراہ ہوں گے۔ پھر قرشی صاحب خواہ کونتر سے دھلی ہوئی زبان کے ساتھ ہزار مرتبہ اعلان کرتے پھریں کہ ”میرے جسم کا ایک بال بھی احمدی“ نہیں ہے، لیکن دنیا کہے گی اور سجا کہے گی کہ مرزائیت کی لعنت کو مسلمانوں میں فروغ دینے والے قرشی صاحب ہی ہیں۔ قیامت کے روز بھی بے خبر مسلمانوں کی گمراہی آپکے اعمال نامہ میں محسوب ہوگی۔

بہت ممکن ہے کہ ہمارے مشورہ کو قرشی صاحب کے دربار میں درخور اعتنا تصور نہ کیا جائے۔ اس لئے ہم آپ کی توجہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن ترقی تعلیم کے اس فیصلہ کی طرف منعطف کرتے ہیں جس کے رو سے کوئی مرزائی ان انجمنوں کا ممبر نہیں ہو سکتا۔ گو یا مسلمانوں کے اداروں میں مرزائیوں کے لئے کوئی جگہ نہیں مگر آپ مرزائیوں کو سیرۂ کیٹی کا اوڈیٹر بنانا چاہتے ہیں۔ اور یہ چیز ممبری سے بھی زیادہ گمراہ کن اور فتنہ انگیز ثابت ہوگی۔ تنگ خیال مٹاؤں کی نہ سہی۔ کم از کم ”روشن خالوں“ کی روشنی ہی سے سبق حاصل کیجئے۔

مرزائی نمبر رنڈیوں کی نشت پر | ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پنجاب اسمبلی

کے اجلاس میں خان بہادر یوسف خان نے ایک بل کو سلیکٹ کیٹی کے سپرد کئے جانے کی تحریک پیش کی۔ جس کا مقصد

نہیں ہے (لیکن اعتقاد و متعلق بالوں کے ساتھ نہیں، بلکہ دل سے ہے) اس لئے دل کی بات فرمائیے۔ مرتب، تاہم کام کے مفاد کے لئے دیا تدارکی کے ساتھ میری یہ رائے ہے کہ ہم انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کو یہ حق دیں کہ اس کا اوڈیٹر ہر تین ماہ کے بعد مطبع کے حسابات پوری طرح چھان بین کے ساتھ ایڈٹ کرے اور اس کی رپورٹ لفظاً بہ لفظاً ”لفظاً بہ لفظاً“ یا ”لفظاً لفظاً“ فرمائیے مرتب اخبارات میں چھاپی جائے۔

آپ چندہ مسلمانوں سے طلب فرما رہے ہیں اور دیکھتے بھی مسلمان ہی۔ اس بنا پر مسلمانوں کی چیز کا محاسبہ مسلمان ہی کر سکتے ہیں، لیکن یہ حق مسلمانوں سے چھین کر مرزائیوں کو کیوں دیا جا رہا ہے ؟ غریب مٹاؤں کو تو چھوڑ دیجئے۔ اسی لاہور میں شہور انجمن حمایت اسلام ایک باقاعدہ اور منظم ادارہ ہے۔ آپ اس کو محاسبہ کا حق کیوں نہیں دیتے ؟ مرزائیوں کی دم میں وہ کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے جس کی بدولت انہیں مسلمانوں کے ایک ادارہ پر چودھری بنا کر بٹھا دیا جائے ؟ اگر آپ فرمائیں کہ مرزائی اوڈیٹر حساب دان اور دیا تدارک ہوگا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے نزدیک ہندوستان بھر کی پوری اسلامی آبادی میں ایک بھی مسلمان حساب دان اور دیا تدارک موجود نہیں۔ یا سب حساب سے ناواقف ہیں یا سب بے ایمان ہیں۔ اگر اس کے سوا کوئی اور نتیجہ نکل سکتا ہے تو آپ ہی بیان فرما دیجئے۔

ہم یہاں یہ بحث چھیڑنا نہیں چاہتے کہ قرشی صاحب جن ”دیا تدارکوں“ کو مسلمانوں کے اداروں پر مسلط کرنے کی سوجھن میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی ”دیا تدارکی“ نے برلن میں کیا کیا گھل کھلائے ؟ (لاہور کی مرکزی مرزائی انجمن کے مالیات

یہ پیر اکبر علی اگر وہی صاحب ہیں جو فیروز پور کے حلقہ سے ممبر منتخب ہوئے تھے اور جو مذہب ہمارا زانی ہیں۔ تو ان کی تقریر زیادہ دلچسپ ہو جاتی ہے۔ اکبر علی صاحب کے پیر و مرشد مرزا غلام احمد قادیانی آنجنابی نے تو... ..

اجماع امت کی حجیت سے بھی انکار کیا ہے۔ مگر اکبر علی صاحب صرف مخلوق کے زمانہ سے اب تک کے عیاش مجاہدوں اور بدکار رندوں کے "تعالیٰ" کی بناء پر رندوں کے گانے بجانے جیسے ملعون عمل کو نہ صرف جائز بلکہ "اسلامی معاملہ" اور "مذہبی فریضہ" ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد نے اگر اجماع امت سے انکار کیا تو اس کفرستان ہند میں ان کا کسی نے کیا بگاڑ لیا تھا؟ اور اب اگر انہیں کے ایک "امتی" نے رندوں کے ناچ اور گانے بجانے کو "اسلامی معاملہ" اور مذہبی فریضہ کہ دیا یا اگر وہ اس سے بڑھ کر رندوں کی حرام کاری و زنا کاری کو بھی "مذہبی فریضہ" اور "اسلامی معاملہ" کہیں۔ تو انگریز کے راج میں ان کے منہ میں کون لگام دے سکتا ہے؟

اکبر علی صاحب کی یہ آواز مرزائی پلیٹ فارم سے بلند ہوتی، انہم یہ سمجھ کر خاموش رہتے کہ اگر قادیانی متنبی کو عقائد کے باب میں کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر قرار دینے کا حق حاصل ہے تو ان کے مرید بھی اعمال کے باب میں فسق و فجور کو مذہبی فریضہ کہہ سکتے اور رندوں کے گانے بجانے کو تلاوتِ قرآن مجید کا مراد قرار دے سکتے ہیں۔ چودھویں صدی کے سجدہ پسندوں کو اگر یہ حق نہیں دیا جاتا تو سجدہ کا لفظ ہی بے معنی سا بھڑتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس خصوص میں اکبر علی صاحب کی تقریر پر نہ حیرت ہے نہ استعجاب۔

تھا کہ بزرگوں اور پیروں فیروز کے مزارات پر بازاری عورتوں اور پیشہ ور رندوں کو گانے بجانے کی ممانعت کر دی جائے۔ خان بہادر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ پیروں فیروز کی مقدس درگاہوں پر جو عرس ہوتے ہیں۔ ان میں بازاری عورتیں گاتی بجاتی ہیں اور وہاں ایسے اخلاق سوز مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ طبیعت میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

خان بہادر صاحب تقریر کر کے بیٹھ گئے تو پیر اکبر علی (ممبر اسمبلی) نے کھڑے ہو کر اور مونچھوں پر تاؤ دیکر کہا:- "میں اس بل کی اصولی طور پر مخالفت کرتا ہوں۔ پنجاب کے علاوہ دہلی، انجمیر اور ہندوستان کے دیگر کئی مقامات پر گانے کا یہ سلسلہ مدت سے چلا آتا ہے۔ شاید مخلوق کے زمانہ سے۔ میں کسی کو اس کے عقیدہ کے اظہار سے روکنے کے حق میں نہیں ہوں ہمارے ہاں ایک حدیث ہے کہ قرآن پاک کو سر پہلی آواز سے پڑھنا ثواب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کو ایک اسلامی معاملہ میں دست اندازی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے" (ڈپلٹ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۲ء ص ۱۷)

راجہ فتح علی خاں صاحب (ممبر اسمبلی) نے اکبر علی صاحب سے پوچھا کہ:-

"کیا آپ کے خیال میں طوائفیں مزارات پر جا کر قرآن کی تلاوت کرتی ہیں؟ تو اکبر علی صاحب نے جواب دیا کہ آپ انہیں ناجائز گانا گانے سے روک دیں۔ لیکن انہیں مذہبی فریضہ سے روکنے کا آپ کو کیا حق حاصل ہے؟ اس لئے میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں" (ڈپلٹ ۱۷)

تاسیخ و عاب

## تاسیخ و عاب

(۱۰)

(مولانا ابن افغانی کے قلم سے)

قطری کے رفقا میں پھوٹ پڑ گئی | اس طرح مہلب

انھارہ جھینے تک خوارج سے لڑتا رہا۔ اتنے میں ایک اتفاقی واقعہ پیش آیا جس نے خوارج میں پھوٹ پڑ گئی۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ قطری کے ایک عامل مقططر حبشی نے خوارج کے ایک شریف آدمی کو قتل کیا۔ انہوں نے قطری سے کہا کہ اسے ہمارے حوالے کر دو۔ قطری نے انکار کر دیا جس سے وہ لوگ برہم ہو گئے۔

دوسری بات یہ پیش آئی | مہلب کی ایک تدبیر کہ خوارج کے پاس پہنچ کر

نامی ایک لوہار رہتا تھا۔ جو ہر میں بچھے ہوئے تیر بنایا کرتا تھا۔ لوگوں نے مہلب سے شکایت کی کہ ان تیر بنایا تیروں نے ہمیں کسی قابل نہ چھوڑا۔ مہلب نے کہا۔ بہت اچھا ہیں اس کا انتظام کر لوں گا۔ چنانچہ ایک آدمی کو بلا کر ایک ہزار روپے دیے اور انہری کے نام ایک خط لکھ کر دے دیا جس میں لکھا تھا کہ تمہارے بنائے ہوئے تیر مل گئے۔ ایک ہزار روپے ارسال ہیں، وصول کر لو۔ اور

ص حمایت کا "فریضہ" بحسن و خوبی ادا کرنے کے علاوہ بھری محفل میں رسوا ہونے سے بھی بچ جاتے۔ امید ہے کہ آپ آئندہ اس طریق استدلال کو ملحوظ خاطر اور پیش نظر رکھیں گے۔

البتہ ہمیں اس امر پر ضرور تعجب ہے کہ اکبر علی صاحب جیسے جہانگیر و سرد و گرم چشیدہ ممبر نے اسمبلی کے ایوان میں رنڈیوں کی حمایت میں تہایت پھسپھسے استدلال سے کام لیا۔ اگر ان کو حسینان بازاری کی کیفیت پتا ہی اور سرپرستی ہی منظور تھی اور تہیب کا نام لینا ناگزیر تھا۔ تو ان کو حسب ذیل تقریر کرنی چاہیے تھی :-

"صاحبو! چونکہ حکومت کے قانون کی رو سے

رنڈیوں کا گانا بجانا ممنوع نہیں ہے بلکہ خود

حکومت رنڈیوں کو ریڈیو پر گلے بجانے کی

دعوت دیتی اور ان کو اس کا مقول معاوضہ

ادا کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے حتی کہ

ان کی زنا کاری بھی قانوناً جائز ہے چنانچہ

حکومت پیشہ ور رنڈیوں کو لائسنس دیتی ہے اور

چونکہ حکومت اولیٰ الامر "میںکہ" کی مصداق

ہے اور "اولیٰ الامر" کی اطاعت قرآن

پاک کی نص قطعاً سے ثابت ہے۔ اس لئے میں

اس بل کو غیر آئینی تصور کرنے کے علاوہ مداخلت

فی الدین سمجھتا ہوں اس کی پُر زور مخالفت کرتا ہوں"

اگر اکبر علی صاحب کہیں یہ تقریر کر دیتے تو اسمبلی کے حریف مخالف کی نسبت تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کی کیا روش ہوتی؟ البتہ گمان غالب یہ ہے کہ اتحاد و اپارٹی پُر زور تالیفوں سے اکبر علی صاحب کے زور استدلال کی داد دیتی اور اس معاملہ میں ان کی جہنوا ہوتی۔ ورنہ کم از کم یہ تو ضرور ہوتا کہ راجہ فضل محمد علی صاحب پارلیمنٹری سیکرٹری حکومت پنجاب اکبر علی صاحب کی مخالفت نہ کرتے، جیسی کہ انہوں نے کی ہے اور اس طریق استدلال پر شانہ دان کے ہم مذہب (مرزائی) ٹوٹے کو بھی خودہ گیری اور نکتہ چینی کے لئے لب کشائی کا حوصلہ نہ ہوتا۔ اور یوں اکبر علی صاحب رنڈیوں کی

آدمی کو سمجھا دیا کہ روہے اور تیر خوارج کے لشکر میں پھینک دو۔ اور اپنی جان بچا کر واپس آ جاؤ۔

وہ خطا اور پھیلی قطری کے سامنے لائے گئے۔ اس نے آزمی کو بلکا کر قتل کر دیا۔ عید ربہ صغیر کو معلوم ہوا تو اس نے آکر کہا تم نے بلا تحقیق کئے اسے کیوں موت کے گھاٹ اتارا۔

قطری مددہوں کی یہ پھیلی سب سے بڑی دلیل ہے اس کے بعد مزید تحقیق کی کیا ضرورت تھی؟  
عبداللہ ہو سکتا ہے کہ دشمن نے یہ چال

چلی ہو؟

قطری۔ بہر حال ایام کو حق حاصل ہے کہ وہ صلاح قوم کی خاطر ایک شخص کو مار کر دے۔ اس پر رعیت کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ یہ سن کر عید ربہ ناراض ہو گیا۔ لیکن مصلحت سمجھ کر چپ ہو رہا۔

**مہلب کی دوسری تدبیر** | پھر مہلب نے ایک نصرانی کو سکھاڑا

کر بھیجا کہ جب قطری کے سامنے پہنچ جاؤ تو سجدہ کر لینا۔ وہ تمہیں روک دیگا۔ لیکن تم کہ دینا کہ میں نے خدا کو نہیں، بلکہ تمہیں یہ سجدہ کیا ہے۔ اس نے رہاں جا کر قطری کے سامنے سجدہ کیا۔ اس نے یہ کہہ کر روک دیا کہ سجدہ خدا کے سوا کسی کے سامنے جائز نہیں نصرانی نے کہا حضور! میں نے تو آپ کی تعظیم کے لئے سجدہ کیا ہے۔ اس پر ایک خارجی نے کھڑے ہو کر کہا۔ اس نے تجھے پوجا۔ اور قرآن کا ارشاد ہے۔

اَنْكُرُ دِمَا تَعْبُدُ دُنْ مِنْ | تم اور جن کو تم خدا کے سوا دون الله حصص بھنٹے۔ | پوچھتے ہو، وہ سب جہنم کے ایندھن ہیں۔

قطری نے کہا۔ یہ لوگ تو حضرت عیسیٰؑ کو بھی پوجتے ہیں۔ مگر اس سے ان کی ذات پر حرف نہیں آتا۔ یہ مسکرا

ایک خارجی نے اس نصرانی کو قتل کر دیا۔ اس پر قطری کو بہت غصہ آیا اور کہا تم نے ایک آدمی کو کیوں قتل کیا۔ اس سے اختلاف اور بھی بڑھ گیا۔

پھر مہلب نے ایک آدمی کو بھیجا جس نے وہاں جا کر خواجه سے دریافت کیا کہ اگر وہ آدمی تمہارے خیالات معلوم کرنے کے لئے روانہ ہو جائیں۔ ایک رستہ میں مرجائے اور وہاں تمہارے خیالات مسکرا قبول نہ کرے تو ان دونوں کا کیا حکم ہے؟ اس پر بعض نے کہا۔ مراہڑا آدمی مسلمان اور دوسرا کافر ہے بعض نے کہا نہیں بلکہ دونوں کافر ہیں۔

اس بات پر خوارج میں سخت پھوٹ پڑ گئی اور انہوں نے قطری کو معزول کر کے عید ربہ الکبیر کے ہاتھ پر بیٹھ کی۔ اب قطری اور عید ربہ میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔

مہلب نے حجاج کو اطلاع دی تو اس نے لکھا کہ فوراً ان پر حملہ کر دو۔ مہلب نے کہا۔ نہیں مصلحت یہ ہے کہ یہ لوگ آپس میں کٹ مریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے حملہ آور ہوتے ہی پھر مل جائیں۔

خوارج ایک مہینہ تک آپس میں لڑتے رہے پھر صالح بن مخزوم نے ان میں عارضی مصالحت گرا دی اور مہلب کی فوج کو مقابلہ کے لئے لٹکالا۔ ادھر سے مہلب کا بیٹا مغیرہ اس کے مقابلہ کے لئے نکلا جسے ایک خارجی عبیدہ بن ہلال نے پہچان دیا اور ازد کے چند شہسواروں نے آکر اس کی جان بچائی۔

حجاج اس جنگ کی طوالت سے پریشان ہو رہا تھا۔ اس لئے اس نے بنو مہلب اور بنو مسلم کے دو آدمی مہلب کے پاس بھیجے تاکہ وہ مزید انتظار کئے بغیر خوارج پر حملہ آور ہو۔ مہلب نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

وَهَسْتَ عَجِبَ مِمَّا يَدَى مِنْ اَنَا تَمْنَا

وَلَوْ زَيْتَنُ الْحَوْبِ لَمَدَّ يَتْرُ مَرَم

(ترجمہ) وہ ہمارے صبر و تحمل تعجب کرتا ہے۔ اگر لڑائی



تھی کہ عبیدہ بن جراح ایک خارجی ایک لوہار کی بیوی کے پاس آتا جاتا تھا۔ لوگوں نے قطری سے اس کی شکایت کی۔ اس نے کہا۔ عبیدہ نہایت نیک اور بہادر آدمی ہے۔ اس کے متعلق ایسا گمان نہیں کرنا چاہیے جب لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو قطری نے اس کو بلایا۔ اس نے مجلس عام میں اپنی برأت پیش کردی اور سب مطمئن ہو گئے۔

لیکن عبیدہ نے ان سے کہا۔ بھلا کوئی شخص ایسے افعال کا کبھی اقرار بھی کیا کرتا ہے۔ اس نے اپنی ظاہری شکل و شبہات سے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ اس وقت وہ لوگ پھر ڈالڈال ہو گئے۔ لیکن اقامت ص کے لئے دلیل نہ پا کر خاموش ہو رہے۔

### اختلاف کی ایک اور وجہ | قطری نے ایک جو دھری

مقرر کیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا مال اکمل آیا۔ خوارج نے اس سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا مال ہمیشہ تحصیلداروں سے لے لیا کرتے تھے۔ لیکن اس نے کہا جب میں نے اس کو مقرر کیا تھا۔ اس وقت بھی اس کے پاس کافی مال تھا۔ اور تجارت کے ذریعہ اس نے بہتیرا وسیع کیا ہے تو میں کیسے سمجھوں کہ یہ مال لوگوں سے رشوت میں وصول کر چکا ہے۔

### قطری پر فتویٰ | خوارج نے کہا۔ اچھا۔ پھر آپ دشمن سے مقابلہ کرنے جاتے ہیں کہ نہیں؟

قطری نے کہا۔ نہیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد موقعہ دیکھ کر وہ مقابلہ بڑھل آیا۔ خوارج کہنے لگے۔ اس نے جھوٹ کہا اور جھوٹا آدمی مرتد ہوتا ہے۔

قطری کو معلوم ہوا۔ تو وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت ایک گھر میں گھس گیا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اس کو پکارا۔ اے داہہ! اکمل آؤ۔ قطری نے باہر نکل کر ان سے پوچھا

نے اس کو زبوں کیا ہوتا۔ تو ایسی باتیں نہ کرتا۔ پھر اپنے بیٹے یزید سے کہا کہ خوارج سے لڑائی چھڑ دو۔ اس نے حملہ کیا۔ تو خوارج کے ایک آدمی نے مہلب کے ایک سپاہی پر ایسا بھر پور وار کیا کہ نیزہ اس کی ران سے پار ہو کر زمین سے اٹھ گیا۔

مہلب نے ان دونوں سے کہا۔ بتاؤ۔ جس قوم کا چال ہو۔ ان سے لڑائی کیونکر لڑی جائے۔

### ایک خارجی عورت کی بہادری | اتنے میں رقاد آیا جس کے

بلن پر مین سے زیادہ نشان زخم تھے جسے دیکھ کر ان کو خوارج کی بہادری اور مہلب کی بے بسی کو محسوس کرنا پڑا۔ پھر یزید بن مہلب نے خوارج کے ایک گروہ پر حملہ کیا۔ باقی خوارج تو پیچھے ہٹ گئے۔ گرد و دھبوں نے ان کا راستہ روک لیا۔ قیس خثنی نے آگے بڑھ کر ان میں سے ایک آدمی کو ہچکاڑ دیا۔ دوسرے نے آگے بڑھ کر اس سے کشتی لڑنی شروع کی۔ اور دونوں میں پیر پیر سے قیس نے ساتھیوں کو آواز دی کہ جلدی کرو اگر مجھے چھڑا نہیں سکتے تو ہم دونوں کو قتل کر دو فریقین کے آدمیوں نے آکر ان دونوں کو چھڑا لیا۔ جب ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ تو معلوم ہوا کہ قیس کی حریف ایک عورت تھی۔ مرد نہ تھا۔ اس پر قیس شرم سے گردن جھکا کر کیمپ میں واپس چلا آیا۔ یزید نے اس سے کہا کوئی حرج نہیں تم نے تو مرد سمجھ کر اس کا مقابلہ کیا تھا۔ قیس نے کہا لیکن اگر میں مارا جاتا تو سب کہتے کہ قیس ایک عورت کے ہاتھ سے مارا گیا۔

### خوارج میں مزید اختلاف | پھر وہاں سے آگے بڑھ کر

مہلب نے سیرجان اور پھر حیرت میں ان کا مقابلہ کیا وہاں خوارج میں دوبارہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ بات یہ

کیا میرے بعد تم کافر بن گئے؟ انہوں نے کہا۔ ہم کافر نہیں ہوئے، البتہ ہمیں کافر کہہ کر تم خود کافر ہو گئے۔ قطری نے کہا۔ میں نے تم کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ صرف یہ پوچھا ہے کہ کیا میرے بعد تم کافر ہو گئے؟

قطری کو اپنی کمزوری اور ان کی برگشتگی کا یقین ہوا۔ اس نے جا کر بقیعہ عبدالرحمن بن عوفؓ کی اور اس کو امیر تسلیم کر لیا۔ خوارج کو یہ بات ناگوار گذری اور کہا کہ تم اس بیعت کو منسوخ کر دو۔ قطری نے انکار کیا۔ اس پر خدا برپا ہوا جس میں صالح بن حذافہ مارا گیا اور قطری اپنے ساتھیوں کو بیکر طبرستان کی طرف نکل گیا۔

یسرے مہلب نے ایک جشن منعقد کیا جس میں لوگوں نے مزید تفریریں کیں اور شاعروں نے مہلب کی مدح میں قصیدے پڑھے۔ پھر مہلب نے کعب بن سعدان اشقری کو حجاج کے پاس بھیجا۔ حجاج نے اس سے پوچھا۔ مہلب کے بیٹوں کے متعلق کچھ سناؤ۔

کعب بن سعدان میں تغیر سردار اور شہسوار ہے۔ نرید کی بہادری قابلِ داد ہے قبیلہ سخاوت میں سب سے بڑھ کر ہے مدح کے سامنے سجا گئے ہیں کوئی بہادر نہیں شرماتا۔ عبد الملک زہر ہلاہل ہے۔ حبیب موت ہے۔ محمد شیر بیشہ ہے اور منفضل بازی لے جانے میں کمال رکھتا ہے۔

حجاج :- بتاؤ فوج کا کیا حال ہے؟

کعب :- بہت اچھا حال ہے۔ انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے اور خوف و خطر سے باہر ہو گئے ہیں۔

حجاج :- اچھا مہلب کے لڑکے فوج میں کیسے تھے؟

کعب :- دن رات جست اور مکر کس رہتے تھے۔

حجاج :- ان میں کون سب سے زیادہ بہادر تھا؟

کعب :- ان کی مثال ایک گول حلقہ کی سی ہے جس کا سر معلوم نہیں ہو سکتا۔

کعب :- جب ہم ان کا کوئی آدمی گرفتار کرتے۔ تو اسے معاف کر دیتے اور جب وہ معاف کرتے تو ہم اس سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ اور میدان میں عموماً ہم بازی لے جاتے۔ حجاج :- قطری کیونکر ناکامیاب ہوا؟

کعب :- وہ بڑا چال باز آدمی تھا۔ ہم نے بھی اسی کے داؤ سے اس کو پھپھاڑا۔ حجاج :- تم نے اس کا تعاقب کیوں نہیں کیا؟

کعب :- بھاگتے کا پیچھا کرنے سے یہ زیادہ ضروری تھا کہ جو لوگ رہ گئے تھے۔ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ حجاج :- مہلب کا سلوک تمہارے ساتھ کیسا تھا؟

کعب :- وہ ہمارے لئے ایک شفیق باپ تھا۔ اور ہم اس کے فرماں بردار بیٹے کی طرح تھے۔ حجاج :- سپاہی خوش ہیں؟

کعب :- اب وہ محفوظ ہیں اور کافی مال کا چکے ہیں۔ حجاج :- کیا تم نے ان جوابوں کو پیٹے رٹ لیا تھا؟

کعب :- غیب کی باتیں خدا ہی جانتا ہے۔ حجاج :- آدمی ہو تو ایسا ہو۔ واقعی مہلب بڑا مردم شناس ہے۔

پھر حجاج نے مہلب کو کوثر بلایا۔ جب وہ آگیا تو اپنے ساتھ اس کو بٹھایا اور اس کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ پھر اہل عراق کو مخاطب کر کے کہا: اے اہل عراق۔ تم سب مہلب کے زرخیز غلام ہو! غرض حجاج نے اس بہادر سپہ سالار کی حوصلہ افزائی میں کوئی کسر اٹھانہیں رکھی۔

قطری طبرستان کی طرف چلا گیا۔ تو حجاج نے سفیان بن ابرو کو ایک

شکر جہاز کے ساتھ اس کے تعاقب میں بھیجا۔ اور اسحق بن محمد بن اشعث کو جو طبرستان میں مقیم تھا۔ کہلا بھیجا کہ سفیان کے ساتھ ملکر قطری کا تعاقب کرو۔

سفیان نے قطری کو طبرستان کی ایک گھاٹی میں جا لیا۔

## مِزَنَیَّات

# جلسہ سیرت اور قادیانی جماعت

(بقلم پیڈت آمانند صاحب بانی سٹیم نرینل تسمرا)

عرصہ دو سال سے جماعت مرزائیہ قادیانیہ کی طرف سے مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی سیرت پر سیکڑوں کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جس کی اہلی غایت و غرض خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو تاہم جماعت مرزائیہ عموماً اور فلیضہ قادیانی خصوصاً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جو مختلف مذاہب میں اتحاد کے شہتی نظر آتے ہیں۔ اور عیسائیوں مسلمانوں ہندوؤں، سکھوں اور یہودیوں کے ساتھ اتحاد اور رواداری برتنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ ٹرپ سکھوں کے نام ”پریم سنیہا“ یعنی پیغام محبت کی طرح محض زبانی ٹوٹلہ نہیں بلکہ دلی ٹرپ کا نتیجہ ہے۔ تو وہ دست اتحاد خود عملی طور پر پڑھا کر سب سے پہلے اپنے نزدیک ترین مسلمانوں کے خلاف فتویٰ کفر جو خود آپ نے اور آپ کے باپ نے شائع کئے ہوئے ہیں بنسوخ فرما کر رزائیوں کو غیر مرزائی مسلمانوں کے ساتھ رشتہ مناکحت۔ نماز اور جنازہ میں شرکت کی کھلی اجازت دیجیے۔ اور اگر آپ مرزا صاحب کے الہامی اور اپنے گرامی فتوؤں کو بنسوخ کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی اتحاد نہیں کر سکتے اور اپنی ضد پر مصر ہیں۔ تو آپ کا یہودیوں، عیسائیوں،

لڑائی ہوئی۔ اور اس کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ قطری اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ اور پہاڑ کے اوپر سے لڑھکتا ہوا نیچے زمین پر آ رہا۔ ایک طبری شخص نے اس کو لڑھکتا ہوا دیکھا تو دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ قطری نے کہا:-  
قطری ذرا پانی پلا دو۔

طبری روپے دو، تو پانی پلاؤں۔  
قطری کبھت! میرے پاس دھرا کیلے۔ ہاں پانی پلا دو گے تو میں اپنا ہتھیار تجھے دے دوں گا۔

طبری نہیں! تم پہلے ہتھیار دے دو۔ پھر میں پانی پلاؤں گا۔  
قطری یہ مجھے استاد نے نہیں پڑھایا ہے؟

اس پردہ طبری پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور ایک بہت بڑا پتھر لڑھکایا جس سے قطری سخت زخمی ہوا۔ پھر اس نے شور مچا کر لوگوں کو جمع کیا۔ چنانچہ کوفیوں نے آکر اس کا سر کاٹ لیا جو حجاج کے پاس بھیج دیا گیا۔ حجاج نے اسے عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

قطری جس وقت مرا ہے۔ اس کے پاس پندرہ نہایت حسین و جمیل عورتیں ایک بڑھیا عورت تھی۔ جب وہ پکڑی گئیں۔ اور سفیان کے پاس لائی گئیں تو اس بڑھیا نے تلوار اٹھا کر ایک سپاہی کے سر پر ماری جس سے اس کا خود کٹ گیا۔ سپاہی نے جھٹ تلوار سنوت کر اس کی گردن اڑادی۔ سفیان نے کہا۔ تم نے ایک عورت کو قتل کر کے یہ کیا حرکت کی۔ سپاہی نے کہا۔ حضور! آپ تو اس کو فقط ایک عورت سمجھ رہے ہیں۔ لیکن بخدا اس کا دار اتنا بھر پور تھا کہ میں بچ کر بھی اپنے کو مقتول سمجھتا ہوں۔

سفیان دہاں سے چل کر قوس آیا۔ جہاں قطری کا حریف عبیدہ بن ہلال اپنی جماعت کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ سفیان کو دیکھ کر انہوں نے ایک قلعہ میں پناہ لی۔ سفیان نے اس شدت سے محاصرہ جاری رکھا کہ وہ بھوک کے مارے اپنی سواری کے جانور کھانے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ مجبور ہو کر

۲۰ مقابلہ کے لئے نکلے اور تقریباً سارے مارے گئے۔ سفیان نے ان کے سر بھی کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دیے۔ اس واقعہ کے بعد خراج کا زور ٹوٹ گیا اور وہ جماعت حینیت سے مذہبی جنون میں حکومت کے مُندگنے کے قابل نہ رہے۔ وَالْآخِرُ كَعَوْلَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ہندوؤں اور سکھوں کو اتحاد کی دعوت دینا ماز سے خالی نہیں۔

مرزا غلام احمد کے فتوے | آپ کی یادداشت تازہ

اور آپ کے باپ کے فتوے درج کر کے ان کے تنسیخ کا  
انتشار کروں گا۔

مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام ہے | (۱) تحفہ مگوڑویہ  
فٹ نوٹ ص ۲۸

نیز از بعین ص ۳۷ حاشیہ :-

”پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی

ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ

کسی مکفر اور کذاب یا مرتد کے پیچھے نماز پڑھو“

میرا منکر خدا اور رسول کا منکر ہے | (۲) حقیقۃ الوحی  
ص ۱۶۳ :-

”جو مجھے (نبی) نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو

بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول

کی پیشگوئی موجود ہے۔“

مجھ کو قبول نہ کرنے والے حرامی ہیں | (۳) آئینہ  
کمال اسلام ص ۱۰۷ :-

”ہر ایک مسلمان (احمدی) نے مجھ کو (نبی)

قبول کیا۔ اور میری دعوت کی تصدیق کی ہے

مگر زانیہ عورتوں کی اولاد نے مجھ کو قبول

نہیں کیا۔“

نوٹ | چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے صرف چھپن ہزار

قبول کی تو کیا باقی تمام مسلمان، عیسائی، یہودی، ہندو

وغیرہ مرزا صاحب کی گالی کے مصداق نہیں ہیں؟ اس

تحریر کی موجودگی میں کون ہے شرع مسلمان، عیسائی، یہودی

ہندو ایسا ہوگا۔ جو آپ کے ساتھ اتحاد کرنے کو تیار ہوگا؟

کوئی ایک بھی نہیں!

میری پیشگوئی کو تسلیم نہ کرنا اولاد الحرام | (۴) انوار  
الاسلام ص ۱۰۷ :-

”جو مسلمان ہماری پیشگوئی آہم کی تصدیق

کر کے ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف

سمجھا جائے گا کہ اس کو اولاد الحرام بننے کا حق

ہے۔ اور وہ حلال زادہ نہیں۔“

انجمن حمایت اسلام والے کافر ہیں | (۵) دافع  
البدعات ص ۱۰ :-

”میاں شمس الدین سیکرٹری انجمن حمایت

الاسلام کتنی ہی دعا کر لیں۔ ہرگز قبول نہ

ہوگی اس لئے کہ وہ کافر ہیں اور کافروں کی

دعائیں خدا کے ہاں مقبول نہیں۔“

میری پیروی نہ کرنا اولاد جہنمی ہے | (۶) مجموعہ شہادت  
ص ۳۷ :-

(خدا کا الہام) ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا

اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور نیز

مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی

کرنے والا جہنمی ہے۔“

نامعلوم خدا کے الہامات کس طرح منسوخ کئے جائینگے؟

میری نبوت کا انکار کرنا اولاد کافر ہے | (۷) اجابہ

الحکم مورخ

۲۲ نومبر ۱۹۷۷ء میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :-

”لیکن جو توسط کا انکار کرتا ہے کہ آں حضرت

صلعم کی توسط سے بھی نبوت کا ایسا سلسلہ

منقطع ہو گیا ہے وہ کافر ہے۔“

مجھے قبول نہ کرنا اولاد مسلمان نہیں | (۸) مرزا  
صاحب کا خط

بنام ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب مورخ ۲۲ مئی ۱۹۷۷ء۔ جو اخبار

پدر مجریہ و مارچ ۱۹۷۷ء ص ۳۱ میں چھپا تھا۔

”باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں!“  
(۱۴) انوار خلافت ص ۵۹۔

”ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی (مرزا صاحب) کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“

اس کی رُو سے تو مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے لاہوری جماعت احمدیہ بھی غیر مسلم ثابت ہو گئی اور ان کے پیچھے بھی نماز ناجائز ہو گئی۔

(۱۵) برکات خلافت ص ۶۰۔

”غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں۔“

(۱۶) انوار خلافت ص ۶۰۔

”حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی نہ لڑکی نہ دے۔“

(۱۷) ملائکہ اللہ ص ۶۰۔

”جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دینا دے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہ سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدی میں ایسا بے دین ہے جو کسی شہید یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان (غیر احمدی مسلمان) لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر تم سے اچھے کافر ہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔“

”بہر حال خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(۹) حقیقۃ الوحی ص ۱۶ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:-

”دوئم، دوسرے یہ کفر مثلاً مسیح موعود (مرزا جی) کو نہیں مانتا۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے۔“

میرے منکروں کے پیچھے نماز ناجائز ہے (۱۸) فتاویٰ احمدیہ

جلد اول ص ۵۸:-

”میرے منکروں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔“

(۱۱) اربعین ص ۲۷ حاشیہ بار اول ص ۹۹:-

”اس کلام الہی سے ظاہر ہے کہ کفر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارا رے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور کذاب یا مرتد کے پیچھے نماز پڑھو۔“

(۱۲) آئینہ صداقت ص ۲۰:-

مرزا محمود کے فتوے ”سوئم یہ کوکل مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہو خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔“  
(۱۳) انوار خلافت ص ۶۰:-

(۱۸) انوار خلافت ص ۹ :-

”قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ پھر غیر احمدی (مسلمانوں) کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟“

(۱۹) ایضاً ص ۹۳ :-

”پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا۔ اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔“

(۲۰) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے ایک سال

کا جواب مندرج اخبار الفضل مجریہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء ص ۳۱ :-

”ایک صاحب نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ حضور کی تقریر جلسہ سالانہ جو الفضل یکم جنوری ۱۹۳۳ء کے ص ۱ پر بعنوان ”خواجہ کمال الدین کا انتقال“ طبع ہوئی۔ جس کا ایک فقرہ یہ ہے کہ ”دعا سوائے مشرک کے ہم ہر ایک کے لئے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو کر سکتے ہیں مگر جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔ جب تک کہ اس نے مسیح موعود کی بیعت نہ کی ہو۔“

بخوف طوالت صرف میں فتووں پر فی الحال اکتفا کیا

جاتا ہے۔ خلیفہ صاحب نے کئی مرزائیوں کو جانت مرزائیہ سے محض اس لئے خارج کر دیا کہ انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح غیر مرزائی مسلمانوں سے کر دیا تھا۔

پس جو خلیفہ صاحب اور مرزا صاحب اپنے مسلمان بھائیوں

بلکہ قادیانی مرزائی لاہوری مرزائیوں کے ساتھ نکاح، نذر

جنازہ تک پڑھنے کے روادار نہیں ہیں۔ ان سے یہودیوں

عیسائیوں، ہندوؤں وغیرہ کو کس رواداری کی امید

ہو سکتی ہے؟

پس میں اپنے دوست مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر فی الواقع وہ اتحاد مذہب کے حامی اور متبعی ہیں۔ تو سب سے پہلے اپنے اور اپنے والد صاحب کے مسلم گشت فتاویٰ کی تسخیر فرما کر اتحاد کا عملی ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان فتوؤں کی موجودگی میں کوئی بھی غیور اور جہاد ارسلان مرزائیوں کے ساتھ اتحاد نہیں کر سکتا۔ اور اگر یہ اتحادی جلسے کسی تقیہ پر کئے جا رہے ہیں۔ تو بھی غ

ہمت کرو بہادر و آگے بڑھے جلو

مگر تقیہ کی دوستی اور اتحاد شیعوں کی مثل زیادہ

ترد شمنی اور پھوٹ میں آخر کار نمودار ہوا کرتی ہے :-

سیرۃ کے جلسوں کے سلسلہ میں

شمس الاسلام | جو چیز زیادہ قابل ذکر تھی، اس

سے پنڈت صاحب نے تفرض نہیں کیا۔ آج مرزائی

بانیان مذاہب کا احترام قائم کرنے کیلئے اٹھے ہیں۔ مالا مکہ مختلف

مذاہب کے بانیوں اور بزرگوں کو گالیاں دینے والوں

میں مرزا غلام احمد قادیانی انجہانی کا نام نمایاں حیثیت

رکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے گالیاں بھی وہ دی ہیں کہ کوئی شریف

آدمی نہیں دے سکتا۔ پس مرزا صاحب کے ساتھ عقیدت کا تعلق

قائم رکھتے ہوئے بانیان مذاہب کے احترام کا دعوئے دل

سے نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے جلسوں کا مقصد صرف یہ معلوم

ہوتا ہے کہ مرزائیت کے خلاف جو عام نفرت موجود ہے اسے

دور کر کے تبلیغ مرزائیت کے لئے فضا کو سازگار بنا یا جائے

اور جو کام گالیوں اور بد زبانوں سے نہیں ہو سکا۔ اسے بانیان

مذاہب کے احترام کے نام سے انجام دیا جائے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ سے پوش

من انداز قدرت مارے ششنام

خبرداران شمس الاسلام "بوقتِ خط و کتابت نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔ (بیخبر)

## قادریانی خلیفہ اور حضرت فاطمہ عظمیٰ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک؟

(۳)

حکیم عبدالعزیز صاحب رزائی سیکرٹری انجمن انصار احمدیہ

قادریانی کے قلم سے

اُمہات المؤمنین کا وعظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ چاہتے تھے کہ اسلام کا بادشاہ

اعلیٰ خدراک کھائے اور عمدہ لباس زیب تن کرے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب خود حضرت عمرؓ کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے۔ تو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہؓ کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیج دیا کہ وہ آپ کو توجہ دلائیں چنانچہ دونوں اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہما اس طرح کلام شروع کیا:

اے امیر المؤمنین! خدائے تمہارے ہاتھ پر

قیمہ و کسرے کے مالک فتح کئے ہیں اور اس دیر

سے ان اطراف کے سردار سفیر امیر تمہارے

پاس آتے جاتے ہیں۔ پس بہتر ہو کہ تم ان پر

لکھے ہوئے موٹے کپڑوں کے بجائے باریک

کپڑے پہنا کرو۔ اور بجائے اس نان جو میں اور

بے مزہ کھانے کے اپنا دسترخوان اتنا وسیع

کر دو کہ اس پر جہانگرد انصار رضی اللہ عنہم مل کر خوشی سے

کھانا کھایا کریں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے

اور فرمایا اے اُمہات المؤمنین! کیا تم نے

رسول اکرمؐ کو کبھی نرم کپڑے پہنتے اور کبھی

دس دن گیموں کی روٹی کھاتے یا کم سے کم ستوا

چند دن درود و تہ کھانا کھاتے بھی دیکھا ہے؟

انہوں نے جواب دیا۔ نہیں۔ پھر آپؐ نے اپنی بیٹی

حفصہؓ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے حفصہ رضی اللہ عنہا! کیا

تمہیں یاد نہیں کہ ایک دفعہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے کپڑا دوہرا کر کے بچھا دیا تھا۔ اور اس سے

راحت پا کر حضورؐ اس قدر سوئے کہ بلالؓ کی

اذان نے حضورؐ کو بیدار کیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا تھا

اے حفصہ رضی اللہ عنہا! آج تو نے میرے لئے کیا چیز بچھا دی

جس نے مجھے یہاں تک سلا دیا۔ اور خبردار آج کے

بعد میرے نیچے دوہرا کپڑا نہ بچھانا۔ حضرت حفصہؓ

نے جواب دیا۔ ہاں ایسا ہی فرمایا تھا!

پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ رسول اکرمؐ کے

جسم مبارک پر چٹائی کے نشان چڑھ جاتے تھے۔ اور حضورؐ

کبھی محسوس تک بھی نہ فرماتے تھے۔ اور کیا تم نے نہیں دیکھا

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ٹاٹا کرتا پہن رکھا تھا۔ اس کی رگڑ سے

جسم اطہر کئی جگہ سے پھل گیا تھا مگر آپؐ نے کبھی نرم کپڑے

پہننے کی رغبت نہ فرمائی۔ اس پر دونوں اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہما

نے فرمایا۔ بے شک ایسا ہی تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ سخت

روئے اور فرمایا۔ اے اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہما! انصاف کرو!

کہ دنیا کی جن نعمتوں سے ہمارے آقا و مولیٰ جناب رسول مقبول

اور ان کے یار غار صدیق اکبرؓ نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ عمرؓ

کس طرح متمتع ہو سکتا ہے؟ انہوں نے دنیا کو آنحضرتؐ

نے ترک کر دیا۔ تم اُسے میرے ہمیشہ کے رہو۔ یہ جواب سن کر

اُمہات المؤمنین باحشیم اشکبار اُنھ کھڑی ہوئیں۔ پھر آپؐ

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دوستو! میں نے

نفردا قدا اور بے نوائی اور بے مزی کو اس لئے اختیار کیا ہے

کہ شانِ راحت و آرام میں اپنے آقا و مولے اور یار صادق

کے شریک ہو جاؤں۔ یہ ان اہم کے واقعات ہیں جب

اسلام اپنی پوری شان و شوکت میں تھا اور سلطنت فاطمیہ

کا رقبہ ۲۲ لاکھ ۵۸ ہزار ۳۰ مربع میل تھا۔ ایک ہزار چھتیس

شہر فتح کئے جا چکے ہیں۔ اور چار ہزار مساجد تعمیر کر دی گئی تھیں

جن میں ۹ سو مساجد بجا مع تھیں۔ قریباً ۱۰ لاکھ فوج تھی اور

## حضرت عمر کا خشیتہ اللہ

ایک طرف حضرت عمرؓ کی یہ شان کہ رسول خدا ﷺ نے اُن کے متعلق بے شمار باتیں کہیں۔ دوسری طرف آپؐ نے خود نیکی، تقویٰ، طہارت کا مجسمہ بہت بڑے شہنشاہ ہونے کے باوجود کہیں راتوں کو گوشت کر کے مصیبت زدوں کی امداد فرما رہے ہیں۔ کہیں قافلوں کی خبر گیری کر رہے ہیں۔ کہیں بدوی عورت کے وضع حمل کے وقت اپنی بیوی کو ساتھ لے جا کر امداد دے رہے ہیں۔ کہیں بھوک سے بلکتے ہوئے یتیم بچوں کو اپنے دست مبارک سے منہ میں لے کر دے دے کر کھانا کھلا رہے ہیں۔ کہیں بیت المال کا ایک اونٹ تک گم ہو جانے پر تپ تپاتی سخت دھوپ میں غضب کی جھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ کہیں دشمنوں پر فوج کشی کے لئے مناسب ہدایات دے رہے ہیں۔ کہیں تائبین کو کھانا کھلا رہے ہیں۔ کہیں بوڑھی اندھی معذور عورتوں کے گھر کی جاروب کشی کر رہے ہیں۔ کہیں مقررین کی تسلی کر رہے ہیں۔ کہیں لوگوں کے گھروں میں خطوط پہنچا رہے ہیں۔ پھر سادگی کا یہ عالم کہ نکیل پڑ کر فدام کو سوار کئے ہوئے بیت المقدس کو قمع کرتے جا رہے ہیں۔ اور نان جویں اور سوکھی بوٹیوں پر گند اوقات کر رہے ہیں۔ شہنشاہ اسلام ہونے کے باوجود بیوند لگے ہوئے کپڑے زیب تن فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ایک نعمت تک کے سامنے اپنی غلطی تسلیم کر لیتے ہیں۔ آخرت کا نام سنتے ہی بدن پر لڑھ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی اپنے تقویٰ، طہارت، تعلق باللہ یا خدمت خلق پر کوئی تازہ نہیں۔ ایک دن ابو موسیٰ اشعریؓ سے پوچھا۔ کیا تم خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور برا بھلا بھڑک جاؤ۔ یعنی نہ عذاب ملے نہ ثواب۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہنس تو اس پر ہرگز راضی نہیں۔ ہم نے کفر چھوڑ کر اسلام اختیار کیا۔ وطن چھوڑ کر ہجرت کی۔ رنج و تکلیفیں سہیں۔

قریباً ۳۰ کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی۔ باوجود اس کے اپنے لئے نہ محل بنوائے۔ نہ مرنے جات خرید کئے۔ اور نہ عیش و آرام کی زندگی ہی بسر کی۔ نہ اعلیٰ قسم کے کھانے استعمال کئے۔ نہ اعلیٰ قسم کی پوشاک پہنی۔ اس کے بالمقابل ہمارے فضل عمرؓ کا یہ حال ہے کہ غلص جاعت احمدیہ اپنے اور اپنے بال بچوں کے پیٹ کاٹ کر ایک ایک پانی تک جمع کر کے اشاعت اسلام کے لئے چندے بھیجتے ہیں۔ جن کی کل میزان ہشکل ۲۰۰-۳۰۰ لاکھ ساکنہ بنتی ہے۔ لیکن اگر اخراجات کا اندازہ لگایا جائے۔ تو حضرت عمرؓ کے گھر کا جس قدر خرچ تھا۔ اس سے کئی گنا زیادہ۔ فضل عمرؓ کے گھر میں سوڈا اور آئس کریم پر خرچ ہو جاتا ہے۔ پھر دواؤں، فصل عمر ہونے کا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آج اُس لباس میں گزارا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے حکام سے میل ملاقات نہیں کی جاسکتی۔ یا گورنٹ میں رسوخ پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ تو یہ اعتراض صحیح نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عمرؓ تو خود یاد شاہ تھے۔ پھر کیا ان کے پٹے پرانے کپڑوں سے ان کے دقار میں کوئی فرق آگیا تھا؟ یعنی اپنی قوم کے دل میں عزت کی کمی ہو گئی تھی؟ یا یہ کہ دوسرے شاہن نے ان کے تعلقات خسروانہ رکھنے چھوڑ دیئے تھے؟ ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی بات نہ تھی۔ جب ایک مسلمان بادشاہ ہو کر سادہ رہ سکتا ہے۔ اور اس کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو ایک مسلمان رعایا ہوتے ہوئے سادگی کیوں اختیار نہیں کر سکتا۔ اور کیا گاندھی جی اس زمانہ میں نہیں کیا وہ کھدر کی دھوتی میں نہیں رہتے۔ کیا وہ اس لباس میں بادشاہ سلامت تک کو ملنے نہیں گئے۔ اور دنیاوی طور پر جو حیثیت، عزت اور وقار اس کو حاصل ہے اس کا عشرہ عشر بھی مدعی فضل عمرؓ کو حاصل نہیں۔ اگر سادگی سے گاندھی جی کی شان کم نہیں ہوتی تو ہمارے فضل عمرؓ کو سادہ زندگی بسر کرنے سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟



## خاکسار اور حکومت پنجاب

حکومت پنجاب فتنہ خاکساری کے معاملہ میں پھر بے پروائی اور غفلت کا برتاؤ کر رہی ہے جس کا نتیجہ نہ صرف عوام کے لئے، بلکہ حکومت کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خاکسار پھر پھر پھر دسے نکال کر علانیہ قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اور حکومت پھر چشم پوشی اور دواختہ سے درگزر کر رہی ہے خاکسار کھلے بندوں گلی کوچوں اور بازاروں میں فوجی وردی پہن کر نشان خاکساری لگا کر اور اسلحہ سے مسلح ہو کر اپنی نیلچے اٹھا کر فوجی پرید کرتے پھرتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بیلچہ آزاد ہے؟ یعنی وہ بیلچہ کہ جس نے حکومت کے تین سرکاری ملازم اور افسر جان سے مار ڈالے اور ایک اعلیٰ افسر کو مرنے سے یذتر کر دیا۔ ہاں ہاں وہ بیلچہ جس نے حکومت کے ۷۲ سپاہی بہت بُری طرح زخمی و مجروح کر دیئے۔ کیا اس خونریز تصادم کے بعد بھی بیلچہ قانون کی زد میں آکر ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا؟ اگر نہیں دیا جاسکتا تو کیا وجہ ہے کہ دیگر نیم عسکری جماعتوں کے اسلحہ جات پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد کی جائے اور کیا وجہ ہے کہ دیگر نیم عسکری جماعتیں بھی اپنے اسلحہ کا بازار میں مظاہرہ نہ کریں۔ کیونکہ ان نیم فوجی جماعتوں کا تو حکومت کے ساتھ تصادم بھی نہیں ہوا اور ان جماعتوں کے اسلحہ نے تو حکومت کے کسی فرد کو خراش تک نہیں پہنچائی۔

(پروفیسر حکیم تاج الدین احمد صاحب تاج لاہور)

اسلام کی خدات اپنی جان پر کھیل کر کہیں۔ پھر برابر سرا بر چھوٹنے کے کیا معنی۔ ہمیں تو بارگاہ ایزدی پر بہت سی امیدیں ہیں لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں تو اس پر بالکل راضی ہوں کہ برابر سرا بر چھوٹ جاؤں۔ آبی طرح ایک دفعہ فرمایا رکاش میں تبکا ہوتا اور اس خلعت وجود سے سرفراز نہ ہوا ہوتا اور نہ آخرت کا ڈر ہوتا۔ ایک دفعہ فرمایا رکاش میں گھاس ہوتا۔ اور پوشی کھا جاتے اور آخرت کے عذاب سے چھوٹ جاتا وغیرہ۔ (اللہم صلی علی احمد وعلیٰ الیٰ الخ)

اس کے بالمقابل فضل عمرؓ کو نہ سلطنت حاصل ہے نہ حکومت۔ غریب جماعت

کے ننگے ناچ گھر میں تشریف لیجا رہے ہیں۔ کہیں عورتوں سے پہرے دلوائے جا رہے ہیں۔ کہیں مخلصین جماعت کو منافق و مرتد قرار دے کر انہیں انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بنایا جا رہا ہے۔ کہیں مخلص جماعت کے چندوں سے تیس چالیس ہزار روپیہ فتح محمد کے ایکشن پر بردا کیا جا رہا ہے کہیں سپیشلیس چلوائی جا رہی ہیں۔ کہیں مقدمات پر ہزار روپیہ بے دریغ بہایا جا رہا ہے۔ کہیں قانون کی امداد پر قوم کا پسینہ کی جگہ لٹو بہا کر کمایا ہوا ہوتا ہے۔ پانی کی طرح صرف ہو رہا ہے۔ اور پر لوی کونسل تک اپیلیں لڑی جا رہی ہیں۔ اور آگے دن مخلصین خلافت کی طرف سے سخت سے سخت الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ پھر بھی انکی

تعلیماں اور تعدایاں ملاحظہ ہوں۔ کہ ان خد کا قائم کردہ برحق خلیفہ ہوں۔ جو مجھ پر سچے اعتراض بھی کرے گا۔ تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ جو شخص خلیفہ پر اعتراض کرنے والے کو اپنے عمل سے مدد دے۔ وہ کس طرح خدا کی ناراضگی سے بچ سکتا ہے۔

کے تبلیغ اسلام کے نام پر بھیجے ہوئے چندوں پر گزراوقات ہے۔ پھر بھی نوابوں، راجاؤں کی طرح شان و شوکت دکھلائی جا رہی ہے۔ کہیں سندھ میں مرہ جات خرید کئے جا رہے ہیں۔ کہیں موٹرین چل رہی ہیں۔ کہیں کوٹھیاں بن رہی ہیں۔ کہیں ریڈیو سنے جا رہے ہیں۔ کہیں فرانس

اب اسے جماعت احمدیہ! خدا کے لئے غور کرو کہ کہیں تمہیں دھوکا تو نہیں دیا جا رہا۔ کیا تم پتھر کو ہیرا تو نہیں سمجھ رہے؟ اور کیا ان حالات کی موجودگی میں خلیفہ صاحب کو فضل عمر قرار دینا ظلم عظیم نہیں۔ اور کیا ان کا فضل عمر ہونے کا دعویٰ کرنا شہنشاہ اسلام امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کی صریح ہتک نہیں ہے؟ (یقیناً ہے) پس خدا سے ڈرو! اپنی عاقبت کا فکر کرو اور خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ کی توہین نہ کرو۔ خلیفہ صاحب کو حضرت عمرؓ سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہی قدرت یہاں در ماندگی فرق نمایاں ہے۔

(نوٹ) اس جگہ میں نے اختصار کے ساتھ چند ایک واقعات پیش کر کے موازنہ کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو پھر اس موضوع پر بفضل روشنی ڈالوں گا۔ (انشاء اللہ) والسلام علی من اتبع الهدی۔

### منقولات

## تازیانہ عبرت

## پنجاب کے دو ہندو اخباروں کے مشاہدات

### (۱) لاہور میں دیوالی کی تقریب

تہوار ہے۔ چنانچہ دھرم پریمی ہندوؤں نے اس سال بھی حسب معمولی دیوالی پر دیپ مالا کی۔ لاہور میں اس تہوار کی رونق دیکھنے کے لئے دور دراز دیک سے ہندو اور سکھ آئے ہوئے تھے۔ انارکلی بازار میں جہاں اس تہوار پر غیر معمولی رونق ہوتی ہے۔ ہندو اور سکھ دیوایاں بھاری تعداد میں دیوالی کی رونق دیکھنے کے لئے آ جا رہی تھیں۔ اس موقع پر بھیڑ بھاڑ اور

ٹریفک کی مشکل سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے غنڈوں نے ان دیویوں سے نفس مذاق کرنا اور آواز سے کستا شروع کر دیئے۔ چنانچہ تنگ آ کر دیویوں کو دکانوں میں پناہ یعنی پڑی۔ پولیس سے اس موقع پر ان غنڈوں کے خلاف فوری کارروائی کی توقع تھی۔ مگر پوری نہ ہوئی۔ میں اپنے ہندو اور سکھ بھائیوں سے کہوں گا کہ اگر وہ اپنی مائاؤں، بہنوں اور استریوں کی رکشا کرنے کے قابل نہیں تو کیوں وہ انہیں ایسے موقعوں پر اکیلی بازاروں میں بچکنے دیتے ہیں؟ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رات کو سینما سے آتے وقت غنڈے انہیں نفس مذاق کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر ہندو اور سکھ دیوایاں اس طرح اکیلی باہر نکلتاں چھوڑ دیں اور ساتھ ہی غیر معمولی طور پر فیشن اہل بن کر بازاروں میں نہ نکلا کریں؟ (صدقہ)

دیوالی کی رات کو اب کے پھر انارکلی لاہور میں

### (۲) لاہور میں دیوالی

شرمناک نظر آ رہے دیکھنے میں آئے۔ قوم کے نو نہالوں نے؟ اپنی بہنوں کی بیعتی کی تماشائیوں کی بھیڑ میں دھکے دیئے گئے۔ مذاق کو معمولی بات سمجھا گیا۔ رہ رہ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے نوجوان کدھر جا رہے ہیں؟ کیا یہی تعلیم ہے جس کے لئے قوم کا روپیہ بے دردی کے ساتھ بہایا جا رہا ہے۔ اگر تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہمارے نوجوانوں کا اخلاق اس قدر ہی پست ہوتا ہے تو ایسی تعلیم کا کیا فائدہ؟ کیا ضرورت اس امر کی نہیں کہ اس سوال پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے؟ کالجوں کے پرنسپل، منتظمان دیکھیں کہ ان کے کالجوں کے نو نہال کس رویہ پر جا رہے ہیں۔ جس قوم کے سپوت؟ پبلک تقریبوں پر اپنی بہنوں کی اس طرح بے حرمتی کرنے میں ذرا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ وہ خاک ترقی کر سکتی ہے۔ تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ لاقوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اگر ایک دفعہ دیوالی کے موقع پر ایسے مادر پدر آزاد

نوجوانوں کی اچھی طرح دہمت ہو جائے تو یقیناً انہیں دوسری بار کسی دیوی کی بے عزتی کرنے کی جرأت نہ ہو! (صدق)

**اتاترک کی عجیب برسی** | اتاترک ترکی کے اس عہد کے بڑے محسن ہیں۔ اس کے نجات

دہندہ ہیں۔ ان کی دوسری برسی کی تقریب ترکی میں ابھی ابھی منائی گئی ہے۔ مگر اس کا طریقہ کچھ عجیب ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دن ترکی کے مردوں اور عورتوں کے جم غفیر غازی موصوف کی گلی پوش و عظم پوش تصاویر کے آگے جمع ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی۔ کہ

”برصا و رغبت“ اس عمومی جمہوری ہول استقلال و کاملیت ملک کے تحفظ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ جن کے بانی غازی موصوف ہیں اور جن کی تقلید غازی عصمت انونو موجودہ

صدر کر رہے ہیں۔ اور اس موقع پر دعائیں بھی کی گئیں۔ دعائیں کرنا تو اسلامی طریقہ ہے۔ مسلمان برسیاں اسی طرح مناتے ہیں۔ کہ قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور ثواب اس شخص کو بخشا جاتا ہے جس کی برسی منائی جاتی ہے۔ اس کے لئے کچھ خیر خیرات کی جاتی ہے۔ دعائیں کی جاتی ہیں مگر میت کی کھل پوش اور علم پوش تصاویر کے آگے مردوں اور عورتوں کا جمع ہو کر حلف اٹھانا ایک ایسی چیز ہے جس سے اس وقت تک اسلامی حاکم آشنا نہ تھے۔

(رہبر دکن، بحوالہ ”صدق“)

**شمس الاسلام** | اگر ان خلافت کا ذمہ دار کون ہے؟ وہی اتاترک جسے تجدید پسندوں کی غازی عظم ”مجدد ملت“ اور نجات دہندہ ”کھتے ہوئے

## روح افزا عطر

آپ نے صد ہا قسم کے عطر اپنی زندگی میں استعمال کر کے دیکھے ہونگے۔ آج کل عموماً دولت سے ایسنس اور مختلف پھولوں کے ارواح منگا کر عوام عطر فروش روغن کنجد یا روغن نایل میں مخلوط کر کے جدا جدا نام رکھ کر بیچتے ہیں جن کے استعمال سے بجائے تفریح طبع اور مسرت کے اُلٹا نقصان حاصل ہوتا ہے یعنی صرف دو تین گھنٹہ ان کی خوشبو رہتی ہے۔ جو ملکی آب و ہوا کے خلاف ہونے کے سبب سے زکام و نزلہ یا سردی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ہمارا تیار کردہ عطر دیسی پھولوں کے جوہر اذکار حاصل صندل کی زمین پر کشید کیا گیا ہے۔ خوشبو ایسی دلاور ہے کہ جس محبوب یا دوست کو تحفہ دیجیے گا۔ وہ عمر بھر اچھا محنون احسان رہیگا۔ آٹھ دس دن تک خوشبو ویسی ہی رہتی ہے۔ بلکہ ہم شرط کرتے ہیں۔ کہ چار پانچ دن کے بعد اگر صاحبان سے کپڑا دھوئیں۔ تو بھی خوشبو بحال رہیگی۔ یہ عطر دوستوں کے خطوط پر ذرا سائت کریں۔ تو نفاذ کھوتے ہی خوشبو سے آپ کے حبیب کا دل و دماغ معطر ہو جائے گا۔ بیاہ شادی کے موقع پر زیادہ استعمال ہوتا ہے قیمت فی تولہ قسم اول ۱۰ ماشہ والی بند شیشی سے اس سے کم نہ رواں ہوگی۔ خرچ ڈاک ۸

عطر حنا مشکی عاۓ فی تولہ عطر گلاب قسم اول عاۓ فی تولہ عطر کیوڑہ سے ۱۰ تولہ

## معین حسن

چہرے پر ملنے سے جھائوں، کیلوں، بدنما داغوں سے گھبرے ہوئے چہروں کو صاف و شفاف مثل گلاب کے بنا دیتا ہے۔ اس کے چند روز استعمال کرنے سے چیچک کے داغ و سیاہ دھبے معدوم ہو جاتے ہیں اور اس کی خوشبو اعلیٰ درجہ کی ہے۔

قیمت فی شیشی ۸ ماشہ حاصل ڈاک ۸

(نوٹ) فرمائش کرتے وقت اپنا نام و پورا پتہ خوشخط اردو یا انگریزی میں لکھیں۔

ملنے کا پتہ: اے، ڈمی حشتی اینڈ کمپنی بھیرہ ضلع شاہ پور (پنجاب)

## تبلیغی کتابیں

## کشف التلبیس

مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب  
دلوری۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ  
"نور ایمان" کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی  
تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا  
ہے۔ بشیعہ دوسا کی طرف سے مسیحیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں  
کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے ہندب پیرایہ میں تبلیغ رد  
اس کتاب میں موجود ہے۔ شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات  
کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت ہتھ اول ۴ حصہ دوم ۶ حصہ  
سوم ۴ مکمل طلب کرنے پر ۱۲ محصول ڈاک علاوہ۔

المشرقی علی المشرقی | طبع اول۔ تعداد صفحات ۹۲۔  
یعنی مشرقی کے عقائد اور اس

کی تحریک کے خلاف افغانستان، سرحد آزاد، اور ہندوستان  
کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے  
بیانات اور فتاویٰ مقتدرہ مجلس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق  
مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل قدر مجموعہ قیمت ۳ محصول  
ڈاک ارقمیت فی سیکڑہ پندرہ روپے۔ پچاس کتابوں کی قیمت  
آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

برق آسمانی | جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے  
اس کے سوانح و عقائد، عبادات و معاملات

و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ انہیں  
خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد  
وغیرہ بیان کرنے کے بعد مسند حیات مسیح علیہ السلام پر عقلی اور  
نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے مرزائیوں کا ناقصہ  
بند کر دیا ہے۔ رعایتی قیمت ۴

جویدہ "شمس الاسلام" کا شیعہ غبار  
المعروف بہ | جو اگست ۱۹۷۵ء میں شائع ہو کر  
خارج تحمیں حاصل کر چکا ہے۔ اس  
میں بڑی خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان

کے حق میں گالی تو کیا کہیں سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے  
گئے۔ مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور اس کی مستند کتابوں اور  
غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ  
میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ رضو و تبرآ  
پر قرآن مجید، احادیث نبی کریم، اقوال ائمہ سادات، صوفیائے  
کرام کے ارشادات کے علاوہ عقلی و نقلی دلائل سے مکمل روشنی  
ڈالی گئی ہے۔ اور اسلامی جرائد اور اکابر ملک کے افکار آزاد  
کے اقتباسات کے علاوہ سیزہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے  
تبر ابازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ حجم ۳۲ صفحہ  
قیمت ۴ محصول ڈاک

بشارت اسمہ احمد | از تصنیف لطیف مولانا حبیب اللہ  
صاحب ارتسری مبلغ حزب الانصاف

بھیرہ۔ اس کتاب میں قوی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ  
حضرت عیسیٰ ابن مریم کی بشارت "و مبشرًا بوسول یاتی من  
بعدا ی اسمہ احمد" کے صلی اور حقیقی مصداق حضرت احمد مجتبیٰ  
رحمۃ اللعالمین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ مرزا  
غلام احمد قادیانی اس کا مصداق ہرگز نہیں ہے۔ حجم ۸۰ صفحہ  
ساتر ۲۲ × ۱۸ قیمت ۴ محصول ڈاک

تازیانہ نقشبندیہ | مؤلفہ مولانا حکیم حافظ عبد الرہمن  
صاحب بھروی۔ اس کتاب میں  
مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ جو  
اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴  
علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:۔ نیچر جریدہ "شمس الاسلام" بھیرہ۔ پنجاب

باہم مولانا ظہور احمد گوجا ایڈیٹر نیچر پبلشر منوہر الیکٹرک پریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر "شمس الاسلام" بھیرہ پنجاب سے شائع ہوا۔